جلد ۲۶ | ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۷ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۸ اگست ۱۹۳۸ء | نمبر ۱۹۲

مسئلہ جہاد کے باب میں جماعت احمدیہ کا صحیح مسلک

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دنیائے اسلام کے سامنے مسئلہ جہاد کے باب میں اسلامی احکام کی جو وضاحت فرمائی۔ اور جس نئے اور اچھوتے انداز میں اسے لوگوں کے سامنے پیش فرمایا۔ اس پر گو مسلمان کہلانے والے قریباً پچاس سال تک اعتراض کرتے رہے۔ مگر اس حقیقت سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ کہ عمل کے میدان میں انہوں نے ایک قدم بھی اس حد سے آگے نہیں بڑھایا۔ جس حد کی تعیین حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرما دی۔ اور جسے اسلام کے نادان دوست احکام اسلامی کی تنسیخ قرار دیتے رہے۔ یہ اعتراض گو بارہا ہمارے سننے میں آیا کہ اس تعلیم کے ماتحت مسلمانوں کی قوت عملیہ مفلوج کر کے رکھ دی گئی ہے۔ مگر ہماری سمجھ میں یہ بات نہ پہلے کبھی آئی۔ اور نہ اب آتی ہے۔ کہ مسلمان اگر ایسے ہی "جہاد اسلامی" کے نشہ میں سرشار ہیں۔ اور وہ ناموس اسلام کے تحفظ کے لئے بغیر ان شرائط کا لحاظ کئے۔ جو اسلام نے مقرر کی ہیں کٹ مرنے پر آمادہ ہیں۔ تو انہیں روک کس نے رکھا ہے۔ وہ شوق سے آگے بڑھیں۔ اور دشمنان اسلام سے برسرپیکار ہو کر اپنی جرأت و بسالت کے کرشمے دکھائیں۔ مگر یہ کونسی شرافت ہے کہ جب عمل کا وقت آئے۔ تو وہ اس تعلیم کی آڑ لے لیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمائی ہے۔ اور جب عمل کا وقت گزر جائے۔ تو جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس بانی پر اعتراض کرنا شروع کر دیں۔ یقیناً یہ ایک غیر دیانتدارانہ فعل ہے۔ جس کی کسی سنجیدہ انسان سے توقع نہیں کی جا سکتی۔ ہمارے نزدیک اگر اس قسم کے معترض واقعہ میں یہ سمجھتے ہیں۔ کہ جہاد اسلامی کا یہی مفہوم درست ہے کہ دشمنان اسلام کا بذریعہ تلوار مقابلہ کیا جائے۔ تو ان کا فرض ہے۔ کہ وہ تلوار پکڑ کر ان کے مقابلہ میں کھڑے ہو جائیں۔ اگر وہ قتل ہو جائیں گے تو بہرحال اپنے عقیدہ کے مطابق شہید ہو جائیں گے اور اگر قید و بند کی تکالیف میں مبتلا ہوں گے۔ تو بھی خدا تعالےٰ کی راہ میں ان تکالیف کو برداشت کرنا کونسی بڑی بات ہے۔ جبکہ صحابہ کرام نے ان سے بہت بڑی بڑی قربانیاں کی ہیں۔ اس کے مقابلہ میں اگر وہ فتح حاصل کر لیں گے۔ تو یہ نہ صرف ان کے لئے بلکہ تمام عالم اسلامی کے لئے فتح و مسرت کا موجب ہوگا۔ اور ان کی فتح صرف ان کی فتح نہیں بلکہ اسلام کی فتح ہو گی۔ پس انہیں تو کسی صورت میں گھاٹا نہیں ہو سکتا۔ اگر وہ فتح حاصل کر لیں تو اسلام جیتا۔ اور اگر وہ مر جائیں تب بھی وہ کامیاب ہوئے کیونکہ وہ جنت میں چلے جائیں گے۔ لیکن مسلمانوں نے کبھی اس پر عمل نہیں کیا۔ اور نہ وہ قیامت تک کر سکتے ہیں۔ ان کی عادت محض اتنی ہے کہ اعتراض کرتے رہیں گے۔ اور جب عمل کا وقت آئے تو چھپ کر بیٹھ رہیں گے۔ حالانکہ جماعت احمدیہ اگر خاموش ہے تو اس لئے کہ اس کے نزدیک مسلمانوں نے جہاد کا جو مفہوم سمجھ رکھا ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ لیکن دوسرے مسلمان کیوں خاموش ہیں۔ اور وہ کیوں جہاد کی روح کا مظاہرہ نہیں کرتے۔ ان کا مونہہ سے اعتراض کرنا اور عمل وہی رکھنا جو جماعت احمدیہ کا ہے درحقیقت اس بات کا یقینی ثبوت ہے۔ کہ تعلیم وہی درست ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیش فرمائی۔

ہمیں افسوس ہے کہ باوجود اس بات کو سمجھنے اور عملی رنگ میں دیکھنے کے کہ مسلمانوں کے لئے جہاد کی وہی تعلیم درست ثابت ہوئی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمائی۔ پھر بھی بعض لوگ اعتراضات کرنے سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ اخبار منادی دہلی مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۳۸ء میں خواجہ حسن نظامی صاحب نے بعض ایسی باتیں لکھی ہیں۔ جن کا جواب دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب لکھتے ہیں:۔

"آج اگست کی چار تاریخ ہے۔ یورپ کی بڑی لڑائی آج ہی کی تاریخ سے شروع ہوئی تھی۔ دو سال سے یورپ میں ایسے حالات پیش آ رہے ہیں۔ کہ ہر روز ایک دوسری جنگ عظیم شروع ہو جانے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ مگر یہ سب اخباروں کی باتیں ہیں۔ جو معمولی واقعہ کو اس طرح لکھتے ہیں۔ کہ دنیا میں سنسنی پھیل جاتی ہے۔ ورنہ اب دنیا لڑائی سے بیزار ہے"۔

یہاں تک لکھنے کے بعد خواجہ صاحب فرماتے ہیں:۔

"جو لڑائی سے بیزار ہے وہ زندگی سے بیزار ہے۔ کیونکہ لڑائی ہی انسان میں زندگی پیدا کرتی ہے۔ اسلام پر گوری قومیں اعتراض کرتی ہیں کہ اسلام

جہاد کی تعلیم دیتا ہے۔ حالانکہ جہاد کا لفظ پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ میرے معنے کوشش اور مستعدی کے ہیں۔ اور جانبازی اور سرفروشی کے ہیں۔ سر سید احمد خان اور مرزا غلام احمد قادیانی نے مصلحتِ وقت کے تقاضا سے جہاد کی تاویلات کی تھیں۔ کسی نے کہا تلوار کا جہاد اب ضروری نہیں رہا۔ آج کل قلم کا جہاد ہونا چاہئے۔ کسی نے کہا اسلام تلوار کے زور سے نہیں پھیلا۔ تو اتنا مبالغہ کیا۔ کہ مسلمان یہ سمجھنے لگے۔ کہ ہم بھی چینی قسم کے لوگ ہیں۔ کہ موہنہ کی بھاپ سے بھی جانور کو مرنے نہیں دیتے۔ حالانکہ اسلام نے مسلمانوں کو یہ تعلیم نہیں دی تھی۔ بلکہ جہاد کا حکم دیا تھا۔ کہ ہر مسلمان جنگ کے لئے مستعد رہے۔ اس لئے جب جنگ عظیم کی سال گرہ کا دن آتا ہے۔ تو میں خوش ہوتا ہوں۔ اور چاہتا ہوں۔ کہ پھر ایک جنگ عظیم برپا ہو۔ اور پھر دنیا میں خونریزیاں ہوں تاکہ دولت کی کثرت کی وجہ سے جو بزدلی لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوگئی ہے۔ وہ دور ہو جائے"۔

خواجہ صاحب نے ان سطور میں نہ صرف بانئی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر یہ نہایت ہی ناروا اتہام لگایا ہے۔ کہ آپ نے مصلحت وقت کے تقاضا سے مجبور ہو کر مسئلہ جہاد کی تاویل کی بلکہ اپنی اس خواہش کا بھی اظہار کیا ہے۔ کہ دنیا میں پھر خونریزیاں ہوں پھر جنگ عظیم برپا ہو۔ پھر ہزاروں نہیں لاکھوں بچے یتیم ہوں۔ پھر لاکھوں عورتیں بیوہ اور لاکھوں گھرانے برباد ہوں اور پھر دنیا اسی قسم کے دوزخ کا نظارہ دیکھے جس قسم کا دوزخ وہ ایک مرتبہ پہلے دیکھ چکی ہے۔ خواجہ صاحب یہ خون کی ہولی دیکھنے کے ایسے شائق ہیں۔ کہ بارگاہ رب العزت میں دعا کرتے ہیں۔ "اے پروردگار اپنے گورے بندوں کو ہمت دے کہ وہ آپس میں لڑیں۔ تاکہ تیرے کالے بندے ان کی گرفت سے آزاد ہوں۔ اور ان کالے بندوں میں بھی جنگ کی جرأت اور ہمت پیدا ہو"۔ یہ دعا جس قدر رحم اور محبت کے جذبات سے مبرا ہے۔ وہ ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے۔ لیکن ہم اس سے قطع نظر کرتے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ خواجہ صاحب اگر خونریزیوں کے شائق ہیں۔ تو یہی ان کے نزدیک تہذیب کی علامت ہوگی۔ اپنے اصل مقصد کی طرف آتے ہیں۔ اور خواجہ صاحب سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ بانئی سلسلہ احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بقول ان کے اگر مصلحت وقت کے ماتحت مسئلہ جہاد کے باب میں غلط تاویلات کی ہیں۔ تو انہیں اس سے کیا۔ وہ خود جب اس نظریہ کے قائل نہیں۔ بلکہ جنگ اور خونریزی کے لئے دست بدعا رہتے ہیں۔ تو کیوں صرف زبان تک اپنے دعویٰ کو محدود رکھتے ہیں۔ اور کیوں عمل سے بھی کچھ کر کے نہیں دکھاتے۔ آج اسلام کمزور ہے۔ مسلمان غیر اقوام کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں اغیار کا تسلط ہے۔ اور اسلام کے نام لیوا نکبت و ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر اس حالت میں بھی وہ تلوار نیام سے باہر نہیں نکال سکتے۔ تو موہنہ سے جہاد جہاد کہنا کیسا بے حقیقت اور مضحکہ خیز دعوےٰ دکھائی دیتا ہے۔

بخلاف اس کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس چیز کو موجودہ زمانہ کا جہاد قرار دیا۔ اسے عملی جامہ بھی پہنا کر دکھا دیا۔ آپ نے بتایا۔ کہ جہاد موجودہ زمانہ میں یہی ہے۔ کہ دشمنان دین کے حملوں کی مدافعت کی جائے۔ اسلام کی عظمت ثابت کی جائے اور قرآن کریم کا حسن و جمال لوگوں پر ظاہر کیا جائے۔ پھر آپ نے یہ جہاد کیا۔ اور اس خوبی اور عمدگی سے کیا کہ اشد ترین معاندین تک نے بھی اعتراف کیا۔ کہ آپ سا جہاد تیرہ سو سال میں کسی نے نہیں کیا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور باقی مسلمانوں میں یہ بہت بڑا فرق ہے۔ کہ مسلمان جس چیز کو جہاد سمجھتے تھے۔ اس کی طرف انہوں نے رخ بھی نہ کیا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس امر کو جہاد قرار دیا۔ اس میں اپنی تمام زندگی بسر کر دی۔ باقی رہا یہ سوال ہو کہ صحیح مسلک کس کا ہے۔ آیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یا موجودہ زمانہ کے نام نہاد مسلمانوں کا۔ سو اس کے جواب کے لئے اگلی اشاعت کا انتظار کیجئے۔

ایک نہایت افسوسناک واقعہ

حکومت پنجاب جلد توجہ کرے

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نئے معاندین جو قریب کے عرصہ میں جماعت سے علیحدہ ہوئے ہیں ان رستوں سے جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ اور انکے خاندان کی ذاتی ملکیت ہیں۔ اور جو دار المسیح کے ساتھ گزرتے ہیں جایا کرتے تھے۔ گورنمنٹ کو اطلاع کی گئی کہ انہیں ایسا کرنے کا حق نہیں۔ اور انہیں اس سے منع کیا جائے چنانچہ حکومت کی طرف سے ہمیں اطلاع آئی کہ اس نے مخرجین کو اطلاع کر دی ہے کہ ان رستوں سے نہ گزریں :

آج (۱۹ اگست) عصر کے قریب عبد الرب مخرج ایک کانسٹیبل کے ہمراہ ان رستوں سے گزر رہا تھا کہ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال نے کانسٹیبل سے اس کا نمبر دریافت کیا۔ اور جب وہ نمبر لکھنے لگے تو کانسٹیبل مذکور نے نہایت گستاخی کا رویہ اختیار کیا۔ اور لاٹھی کو ایسے انداز سے پکڑا کہ گویا وہ حملہ کرنا چاہتا ہے مگر لوگوں کے جمع ہونے کی وجہ سے کانسٹیبل مذکور مع عبد الرب مخرج چلا گیا۔ حکومت کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی گئی ہے۔ تفاصیل بعد میں درج کی جائیں گی :

کشف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

محترم مستری فیض احمد صاحب آف جموں (جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے صحابی ہیں) نے بموجودگی مکرم میاں محمد امیر صاحب بیان کیا۔ کہ

جب خطبہ الہامیہ اور دیگر کتب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واٰخرین منھم لما یلحقوا بھم کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے اپنی جماعت کو صحابہ کے گروہ میں شامل کیا۔ تو میرے دل میں یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ میں خدا تعالےٰ سے دعا کروں کہ جس طرح اس نے ظلِ محمد (صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) یعنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت ہمارے لئے مقدر کی ہے اسی طرح وہ قادر مطلق خدا اپنے فضل سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف فرمائے۔ یہ خواہش میرے دل میں سنہ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئی۔ اور میں نے چالیس یوم تک مسنون طریقہ پر استخارہ کرنا شروع کیا۔ یہ دعا کرتے ہوئے ساتواں روز تھا۔ اور میں اپنے مکان واقع محلہ ٹبہ شہر سیالکوٹ میں چارپائی پر جس کا رُخ شمالاً جنوباً تھا۔ سویا ہؤا تھا۔ اکتوبر کا مہینہ تھا۔ چاندنی رات تھی۔ مشرق کی طرف سے چاند نہائت صاف روشنی دے رہا تھا۔ میں عادت مستمرہ کے مطابق صاف کپڑے پہن کر اپنے بستر پر پڑا تھا۔ کہ یکایک کسی شخص نے مجھے آواز دی۔ یعنے میرا نام فیض احمد کہہ کر پکارا۔ اور مجھے السلام علیکم کہا میں وعلیکم السلام کہتے ہوئے فوراً اٹھ کھڑا ہؤا۔ اور عرض کیا۔ کیا ارشاد ہے۔ اس بزرگ نے کہا۔ اٹھو چلو چنانچہ اس ارشاد کی تعمیل میں میں فوراً چارپائی سے اٹھ کھڑا ہؤا۔ گھڑی کی طرف دیکھا تو ڈیڑھ بجے کا وقت تھا۔ وہ بزرگ ایک سفید ریش انسان تھے۔ سفید رنگ کا ایک پیرہن سا پہنا ہؤا تھا۔ اور سفید ہی پاجامہ تھا۔ بڑے قوی ہیکل اور دراز قد تھے۔ اور کئی لحاظ سے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مشابہ نظر آتے تھے) جب میں نے نیند سے بیدار ہو کر اپنی چارپائی سے اپنی ٹانگیں نیچے کیں۔ اور چلنے کو بالکل تیار ہو گیا۔ تو اس بزرگ سے مؤدبانہ طور پر درخواست کی۔ کہ حضرت کہاں چلیں گے۔ انہوں نے فرمایا کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور یاد فرماتے ہیں۔ میں نے نہائت مسرت کے عالم میں اس بزرگ کے ساتھ چلنا شروع کیا۔ موسم نہائت خوشگوار تھا۔ ہم نہائت تیزی سے قدم اٹھاتے چلے گئے۔ حتیٰ کہ ہم ایک چبوترہ کے قریب پہونچے جو آٹھ فٹ اونچا تھا۔ اور اس پر ایک بزرگ داڑھی کو مہندی لگائے گندمی رنگ کے چہرہ والے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے قریب ہو کر السلام علیکم کہا۔ آپ نے فرمایا وعلیکم السلام (چبوترہ کے بلند اور فاصلہ پر ہونے کی وجہ سے مصافحہ نہ ہو سکتا تھا۔) اس بزرگ کے سامنے ایک کتاب کھلی پڑی تھی۔ جس کے متعلق مجھے یہ تفہیم ہوئی۔ کہ یہ قرآن کریم ہے۔ السلام علیکم عرض کرنے کے بعد میں نے جب اپنے اردگرد نظر دوڑائی تو دیکھا چاروں طرف کثیر التعداد اصحاب دوزانو بیٹھے تھے۔ خصوصاً جب میں نے اپنی پچھلی طرف یہ دیکھا کہ ایک بہت بڑا مجمع نہائت ادب سے بیٹھا ہؤا ہے۔ تو مجھے نہائت سخت شرمندگی محسوس ہوئی۔ کہ معلوم نہیں میں ان بزرگوں میں سے گزر کر کس طرح یہاں تک پہنچا ہوں۔ اور اس احساس کے پیدا ہوتے ہی میں فوراً اسی جگہ پر بیٹھ گیا۔ اور اپنے اردگرد کے بزرگوں کی طرح دوزانو بیٹھ کر خاموشی سے چبوترہ کی طرف دیکھتا رہا۔ وہاں بیٹھے بیٹھے میں نہائت خوشی سے اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کر رہا تھا۔ کہ اس نے مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرا دی۔ لیکن صبح ہوتے جب میں بیدار ہؤا تو میں نے اپنے آپ کو اپنے ہی مکان پر اپنی ہی چارپائی پر لیٹے پایا۔

میں نے اس کشف کا صبح ہوتے ہی اپنی والدہ محترمہ سے ذکر کیا۔ مرحومہ والدہ صاحبہ نہائت خوش ہوئیں۔ اور انہوں نے اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا۔ اسی سال دسمبر کے آخر میں حسب معمول قادیان آیا۔ مسجد اقصےٰ میں جلسہ کا انتظام تھا۔ میں اپنے دوستوں میں بیٹھا ہؤا بعض مسائل کے متعلق گفتگو کر رہا تھا شیخ رحمۃ اللہ صاحب مرحوم بھی میرے ساتھ تھے ابھی منارۃ المسیح اپنی ابتدائی بلندی تک ہی پہونچا تھا۔ اور ہم مسجد اقصےٰ کے شمالی جانب بیٹھے ہوئے تھے۔ یکایک میری نظر شرقی جانب کی طرف اٹھی۔ اور میں نے دیکھا کہ شرقی سیڑھیوں کی طرف سے ایک بزرگ گندمی رنگ کے۔ سر پر عمامہ باندھے بالوں کو تازہ مہندی لگائے آ رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر میں نے بے اختیار ہو کر چلانا شروع کیا۔ کہ شیخ صاحب (شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم) اٹھیں (تعظیماً) دیکھو محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ میں بے خودی کے عالم میں آپے سے باہر ہؤا جاتا تھا۔ اور میرے اردگرد کے اصحاب حیران تھے کہ اسے کیا ہو گیا ہے۔ لیکن میں بے تابی سے دوستوں کو اٹھانے پر اس لئے مجبور تھا۔ کہ وہ بزرگ جو سیڑھیوں کی طرف سے جلسہ میں شمولیت کی غرض سے تشریف لا رہے تھے۔ وہ میرے نزدیک وہی تھے۔ جن کی میں اکتوبر کے مہینہ میں زیارت کر چکا تھا۔ لیکن جب وہ وجود پورے طور پر سیڑھیوں کی اوٹ سے اوپر ہوئے تو میں نے دیکھا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اور آپ کے وجود میں خدا تعالےٰ نے مجھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بخشا۔ اللھم صل علی محمد وبارک وسلم۔ (خاکسار محمد ابراہیم بی۔ اے قادیان)

سماٹرا میں تبلیغ احمدیت

مولوی محمد صادق صاحب میدان سے تحریر کرتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں مقامی جماعت کے بچوں اور نوجوانوں کو قرآن کریم۔ عربی کتب کے باقاعدہ روزانہ اسباق دینے کے علاوہ روزانہ رات کو عام درس قرآن اور درس حدیث ہوتا رہا۔ احباب حسب دستور جمع ہوتے اور فائدہ اٹھاتے رہے۔ قریب قریب کے احمدی احباب بھی گاہے گاہے ملتے رہے اور مسائل دریافت کرتے رہے۔ میں خود بھی میدان سے ۶۔ ۷ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں جیلو بر یجن میں دو دفعہ گیا۔ اور تبلیغ کی۔ عیسائیوں کے گرجا میں ایک مناظرہ ہؤا جس پر عیسائی کے لاجواب ہونے سے تین گھرانوں پر اچھا اثر پڑا۔ اور ان تینوں عیسائی گھرانوں نے مجھے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ چنانچہ میں دوبارہ بھی ان سے ملا ہوں۔ ان کے علاوہ ۱۶ نفوس کو پرائیویٹ ملاقاتوں کے ذریعہ تبلیغ کی ہے۔ جس میں دو عیسائی ہیں۔ ایک حاجی صاحب نے ہمارے ایک دوست کو گفتگو کی دعوت دی۔ جب میں ان کے مکان پر گیا۔ تو انہوں نے انکار کر دیا۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ملت اسلامیہ کے ۷۳ فرقے" "بشارات محمد بائیبل میں" دو عنوانوں پر بسیط مضمون لکھ کر شائع کئے

کیا شق القمر محض کشف ہے

روزنامہ الفضل ۶ راگست میں ایک مضمون بعنوان "حضرت حضر علیہ السلام کا واقعہ کشفی ہے" چھپا ہے۔ مضمون نگار صاحب نے دوران مضمون میں فرمایا ہے۔ کہ شق القمر کے متعلق سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ یہ ایک کشف ہے۔ اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو کچھ عرصہ ہوا۔ پہلے بھی کسی صاحب نے اسی خیال کا اظہار فرمایا تھا۔

اس مسئلہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرمہ چشم آریہ میں سیر کن بحث فرمائی ہے میں سمجھتا ہوں۔ اسے پڑھنے کے بعد یہ سمجھنا کہ سلسلہ احمدیہ کا عقیدہ اس کے متعلق محض ایک کشف ہونے کا ہے کسی صورت میں بھی درست نہیں ہوسکتا۔

حضور فرماتے ہیں۔

ہزارہا شواہد اندرونی و بیرونی وصدہا معجزات ونشانوں میں سے یہ بھی ایک قدرتی نشان ہے جو تاریخی طور پر کافی ثبوت اپنے ساتھ رکھتا ہے" (صنلہ) اور صلہ پر اس کا تاریخی ثبوت بھی پیش فرمایا ہے۔

پھر صلہ پر فرماتے ہیں۔

"ہاں بعض سوانح عجیبہ جو تاریخی طور پر ثابت کی جاتی ہیں۔ جیسے یہی معجزہ شق القمر جو لالہ مرلیدھر صاحب کی نظر میں پرمیشر کے ازلی ابدی قانون قدرت کے خلاف ہے۔ ایسے سوانح پر یقین لانا یا نہ لانا اپنے علم وسیع یا محدود پر موقوف ہے۔ یہ حجت ہرگز نہیں ہوسکتی کہ یہ واقعہ علوم طبعی یا ہیئت کے برخلاف ہے۔ کیونکہ قدرت قدیمہ کاملہ کے موافق یا مخالف ہونا بعد احاطہ قدرت کے ہوسکتا ہے"

پھر صفحہ ۶۶ پر فرماتے ہیں۔

"اگر کسی کی خود اپنی ہی عقل میں فتور نہ ہو۔ تو سمجھ سکتا ہے۔ کہ کسی چیز کے ایک سنت خاصہ کا ظہور میں آنا اس کے پہلے خاصہ کے ابطال کے لئے ایک لازمی امر نہیں ہے۔ سو اسی قاعدہ کے رو سے دانشمند لوگ جو خدا تعالیٰ کی عظیم الشان قدرتوں سے ہمیشہ ہیبت زدہ رہتے ہیں۔ وہ خوب جانتے ہیں۔ کہ حکیم مطلق جس کی حکمتوں کی انتہا نہیں۔ اس کی طرف سے قمر و شمس میں ایسی خاصیت مخفی ہونا ممکن ہے۔ کہ باوجود انشقاق کے ان کے فعل میں فرق نہ آئے۔ اسی کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے۔ جو اللہ تعالےٰ نے فرمایا اقتربت الساعۃ وانشق القمر ۔۔۔ اس آیت کا یہ مطلب ہے۔ کہ روز ازل سے حکیم مطلق نے ایک خاصہ مخفی چاند میں رکھا تھا۔ کہ ایک ساعت مقررہ پر اس کا انشقاق ہوگا۔

مذکورہ بالا حوالجات سے یہ امر بخوبی ظاہر ہوجاتا ہے۔ کہ شق القمر ایک امر واقعہ ہے۔ اور کہ یہی معنے قرآنی آیت وانشق القمر کے ہیں نیز یہ کہ یہ واقعہ قانون قدرت کے خلاف نہیں بلکہ معتبر تاریخی شواہد سے ثابت ہے۔

مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ آیت انشق القمر کے ان معنوں کے علاوہ اور بھی معنے ہوسکتے ہیں۔ لیکن آیت کے دائرہ مفہوم سے متذکرہ بالا معانی کو خارج کرنا بھی درست معلوم نہیں ہوتا۔

خاکسار: صلاح الدین (ملپیڈر) فاضلکا

ضروری اطلاع

جو خریداران الفضل دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ کے ذریعہ قیمت اخبار بھجواتے ہیں۔ ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنا خریداری نمبر دفتر محاسب کی اطلاع میں ضرور لکھا کریں۔ بعض احباب صرف اپنا نام لکھ دینا کافی سمجھتے ہیں۔ لیکن چونکہ اس طرح دفتر الفضل کو سخت دقتیں پیش آتی ہیں۔ اور چندہ متعلقہ خریداروں کے کھاتوں میں درج نہیں ہوسکتا۔ اس لئے انہیں شکایت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا آئندہ کیلئے دفتر محاسب کے ذریعہ الفضل کا چندہ بھجوانے والے احباب ضرور اس گزارش کو مدنظر رکھیں۔ مینیجر

مختلف ممالک کی زبانیں سیکھنے کا موقع

منجملہ ان فوائد کے جو تحریک جدید سے حاصل ہورہے ہیں۔ ایک تعلیم الالسنہ بھی ہے۔ کیونکہ جب جماعت احمدیہ کے افراد مختلف بلاد وامصار میں پھیل جائینگے۔ جیسا کہ حضور نے فرمایا ہے۔ کہ "پھیل جاؤ یورپ میں۔ پھیل جاؤ امریکہ میں۔ پھیل جاؤ افریقہ میں۔ پھیل جاؤ ایشیا میں" تو لازماً وہاں کی زبانیں بھی ان کو سیکھنی پڑینگی۔ چنانچہ جو اصحاب تحریک جدید کے ماتحت باہر نکلے ہیں۔ انہیں منجملہ دیگر فوائد عظیمہ کے ایک یہ بھی فائدہ پہنچا ہے۔ کہ انہوں نے ان ممالک کی رائج زبانیں سیکھ لی ہیں۔

دراصل یہ بھی ایک مماثلت ہے۔ حضرت مسیح اول ناصری اور حضرت مسیح موعود قادیانی علیہ السلام میں۔ کہ ہر دو کے متبعین مختلف زبانیں جاننے والے ہیں۔ چونکہ حضرت مسیح قادیانی مسیح ناصری سے افضل ہیں۔ بوجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے۔ اس لئے قلیل عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متبعین بہت زیادہ زبانیں جاننے لگے ہیں۔ بہ نسبت اس وقت کے مسیحیوں کے اور عنقریب وہ زمانہ آرہا ہے۔ جبکہ اس مسیح قادیانی کے متبعین ان گنت زبانیں جاننے والے ملیں گے۔ انشاء اللہ

خاکسار کو بھی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی برکت سے اور تحریک جدید کے مطابق باہر ممالک میں نکلنے کی وجہ سے اس وقت تک سات زبانیں سیکھنی کی توفیق ملی۔ مثلاً ذیل کی زبانیں خاکسار بفضلہ تعالےٰ بخوبی بول اور لکھ سکتا ہے

عربی۔ فرانسیسی۔ اردو۔ گورکھی۔ امہاری زبان۔ اہل ابی سینا۔ سواحیلی زبان۔ اہل مشرقی افریقہ

اردو زبان کم ازکم ہر احمدی کو اور اس کے اہل وعیال کو آنی چاہئیے۔ خواہ وہ کسی ملک کا ہو۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اکثر کتب اسی زبان میں ہیں۔ علاوہ ازیں حضور علیہ السلام کے اکثر الہامات عربی و اردو میں ہیں۔ کوئی احمدی جب تک کہ اردو و عربی زبان نہ جانے تب تک وہ لطف نہیں اٹھا سکتا۔ جو اردو و عربی جاننے والے اٹھا سکتے ہیں۔

میرے نزدیک اگر اہل قادیان گھروں میں اردو و عربی زبان بولنے کی کوشش کریں۔ یا کم ازکم روزانہ نصف گھنٹہ بولنے کی مشق کریں۔ تو بہت آسانی سے چھوٹے بچے بھی سیکھ سکتے ہیں۔ خاکسار اپنے گھر میں اردو اور عربی زبان بولتا ہے۔ اور میری اہلیہ عدن میں رہنے کی وجہ سے عربی کافی اچھی طرح بول سکتی ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے خاکسار کو جبکہ میں مصر میں تھا لکھا تھا۔ کہ ان ممالک میں کام کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔ ظاہر ہے کہ جب تک عربی زبان نہ آئے تب تک ان ممالک میں کس طرح کام کیا جا سکتا ہے۔

عاجز (ڈاکٹر) نذیر احمد مجاہد تحریک جدید حال وارد مگاڈی۔ افریقہ

لالہ کلیانداس صاحب کے سفرِ قادیان کے تاثرات

چند دن ہوئے جب لالہ کلیانداس صاحب رئیس اعظم ملتان قادیان تشریف لائے۔ اور صرف ایک رات اور ایک دن قیام کے بعد بوجہ مجبوری حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ سے اجازت حاصل کر کے واپس تشریف لے گئے ملتان پہونچکر انہوں نے اپنے اس مختصر سے سفر قادیان کے تاثرات قلم بند کر کے اسی وقت ارسال کر دئے تھے۔ لیکن میں چونکہ چند روز کے لئے سفر پر گیا ہوا تھا۔ اس وجہ سے واپسی پر بیٹھے اس تحریر کو پڑھا۔ اس کا پہلا حصہ قادیان کے متعلق ہے۔ اور دوسرے حصہ میں لالہ صاحب موصوف نے اپنی زندگی کے دوسرے مشاہدات درج کئے ہیں۔ چونکہ وہ بہت لمبے ہیں۔ اور میرے نزدیک ان کو ایک رسالہ کی صورت میں ضبط کرنا مناسب ہوگا۔ اور میں لالہ صاحب موصوف کو اپنی سوانح لکھنے کی تحریک بھی کر رہا ہوں۔ اس لئے پہلے حصہ کو درج اخبار کرایا جا رہا ہے۔

خاکسار حشمت اللہ

میں ذیل میں قادیان میں اپنے مختصر سے قیام پر چند سطور لکھ رہا ہوں زندگی میں قادیان میں نے پہلی دفعہ ہی دیکھا۔ اور وہ بھی بغیر اطلاع دئے اچانک آوارد ہوا۔ اور پھرتا پھرتا ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب کے مکان کا پتہ پوچھکر ان کے لڑکے سے ملا۔ جنہوں نے مجھے ازراہ مہربانی ایک کمرہ میں بٹھایا۔ اور تقریباً ایک گھنٹہ کے بعد ڈاکٹر صاحب کی زیارت ہوئی کیونکہ وہ نماز کے لئے گئے ہوئے تھے تھوڑی دیر کے بعد میں ایک ہندو رئیس لالہ واسدیو صاحب کے مکان پر کھانا کھانے چلا گیا۔ جہاں سے میں جلدی ہی واپس آکر مسجد میں قرآن شریف کے درس میں شامل ہوا۔ میری حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی۔ جب میں نے دیکھا۔ کہ حضرت صاحب اس قدر گرمی میں ایک مجمع میں بیٹھے قرآن شریف کے معارف لوگوں کو سمجھا رہے ہیں۔ اور یہ آپ کا روزانہ معمول ہے۔ کہ رات کے دس گیارہ بجے تک درس دیتے ہیں خوش قسمتی سے جب وہ دروازہ سے باہر نکلے۔ تو میں سامنے کھڑا تھا۔ مجھ دیکھکر فرمایا۔ آپ کب آئے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ میں آج ہی شام کو آیا ہوں فرمایا۔ کوئی اطلاع نہیں دی۔ میں خاموش رہا۔ پھر فرمایا۔ کتنے دن رہینگے۔ میں نے عرض کیا جو حضور کا حکم ہوگا۔

مجھے سخت حیرانی ہوئی۔ کہ چند منٹ کیلئے آپ نے مجھے ٹرین کے ڈبے میں صرف ایک بار پہلے دیکھا تھا۔ اور آج سامنے آتے ہی مجھے فوراً پہچان لیا۔ حالانکہ آپ کو میرے یہاں آنے کا علم نہیں تھا۔

جس وقت میں کھانا کھانے جا رہا تھا۔ راستہ میں بوڑھے جوان لڑکے سب تیزی سے گذرتے ہوئے دیکھے میں نے دریافت کیا کہ یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ نماز کا وقت ہے۔ سب لوگ نماز پڑھنے کیلئے جا رہے ہیں۔ شام کو میں مہمان خانہ میں گیا۔ تو وہاں بھی لوگوں کو قرآن شریف پڑھتے پڑھاتے دیکھا۔ اور اسی موضوع پر ہر جگہ گفتگو ہو رہی تھی۔ شہروں والی کوئی لغو بات میں نے نہیں دیکھی۔ ہر طرف خوف خدا اور اس کے نام لیوا انسان نظر آتے تھے

دوسرے دن میری بہت سے اشخاص سے ملاقات ہوئی۔ شکل و صورت سے ان کی محبت۔ خدا ترسی۔ شرافت اور لیاقت ٹپکتی تھی۔ لیکن پوشش اتنی سادہ تھی۔ کہ دل میں خیال آتا تھا۔ کہ بالکل معمولی آدمی ہونگے۔ بعض اوقات تو ایسے صاحبان بھی ملے۔ جو مزدوروں جیسی پوشش میں ملبوس تھے۔ مگر خدا کی شان۔ وہ گودڑی میں لعل تھے۔ بہت سے بی۔ اے۔ ایم۔ اے ہی نظر آئے یا مولوی فاضل۔ بعض بڑے بڑے عہدوں سے ریٹائر ہو کر وہاں گئے ہوئے ہیں۔ غرضکہ میں تھوڑے سے وقت میں جن لوگوں سے ملا۔ ان کو دیکھ کر دل بہت خوش ہوا۔ ایک سفید ریش فرشتہ صورت انسان کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ بہت عرصہ امریکہ میں تبلیغ کر کے آئے ہیں۔ ایک صاحب نے فرمایا۔ کہ وہ برسوں ہنگری۔ دارسا پولینڈ سے آئے ہیں۔ ایک صاحب بارہ سال Mauritius میں رہکر آئے۔ ایک صاحب جاپان سے اسی ہفتہ واپس لوٹے ہیں۔ ایک بزرگ سفید ریش سات سال لنڈن میں تبلیغ کا کام کرنے کے بعد پھر ایسٹ افریقہ چلے گئے تھے۔ اور اب یہاں ہیں۔ علم کا وہاں سمندر ہے سنسکرت کے عالم ہیں۔ گورمکھی میں گیانی ہیں۔ فارسی۔ انگریزی غرضکہ ہر ایک علم کے عالم موجود ہیں۔ باوجود ان باتوں کے کوئی فخر نہیں۔ ملنساری حد درجہ۔ خدمتگذاری انتہا درجہ لیاقت اور شرافت کا نمونہ ہیں۔

مجھے حیرت ہے۔ کہ جو لوگ قادیان تک گئے نہیں۔ صفائی قلب سے حالات کو دیکھا نہیں۔ وہ گھر بیٹھے طرح طرح کی باتیں کیوں گھڑتے رہتے ہیں۔ خود تو وہ لوگ نہ قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ اور نہ نماز ادا کرتے ہیں۔ میرے بہت سے مسلمان دوست ہیں۔ جن کو نماز تک کے معنے نہیں آتے۔ مگر احمدیوں کے خلاف اعتراض کرتے رہتے ہیں۔

میں نے تو اپنے چند دوستوں سے کہا ہے۔ کہ کرایہ میں دیتا ہوں تم قادیان جاؤ۔ اور دیکھو۔ کہ ایسی اور بھی کوئی پاک زمین ہے۔ جہاں خدا اور اس کے قرآن پاک کا ہی ہر وقت تذکرہ ہو۔

مجھے انڈسٹریل سکول کے لڑکوں اور ان کے استادوں سے مل کر انتہائی خوشی ہوئی۔ کہ وہ جذبۂ محبت میں سرشار تھے۔ خداوند کریم ان کو دین و دنیا میں کامیاب کرے اگر مجھ سے بن پڑا۔ تو میں بھی ان کی ضرور خدمت کروں گا۔

قادیان کی پابندیاں حد درجہ حیران کن ہیں۔ مثلاً کھانے میں صرف ایک سالن۔ پوشش میں سادگی کم سونا۔ اور زیادہ وقت خدا کی بندگی میں گذارنا۔

حضرت صاحب کی زندگی سخت مصروفیت کی زندگی ہے۔ ہم لوگ تو دوپہر کو سوتے ہیں۔ وہ تمام دن کام کرتے ہیں۔ دنیا کے حالات کا جائزہ لینا بے شمار خطوط پڑھنا ان کے جواب لکھنا یا لکھانا ساری دنیا میں پھیلی ہوئی جماعت کی نگرانی کرنا۔ اسے مخالفین کی سر توڑ کوششوں سے محفوظ رکھنا۔ اور آگے ہی آگے بڑھانا۔ غرضکہ رات کو بارہ بجے سونا اور ساڑھے چار بجے اٹھکر خدا تعالےٰ کی عبادت اور اس کی مخلوق کی خدمت میں مصروف ہو جانا کسی معمولی انسان کا کام نہیں۔ اگر ان کی ان قومی خدمات کو ہی دیکھا جائے۔ تو دنیائے اسلام کو ان کے پاؤں چومنے چاہئیں

بندہ کلیانداس

ایک غلطی کی اصلاح

مجلس خدام الاحمدیہ کے کوائف کے سلسلہ میں جو مضمون گذشتہ پرچہ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں ایک غلطی ہو گئی ہے۔

ممباسہ کے خدام نے ایک ہزار دس شلنگ ریزرو فنڈ جمع کیا لیکن اس رپورٹ میں جو الفضل میں شائع ہوئی ہے۔ ریزرو فنڈ ۱۵ شلنگ لکھا ہے۔ جو غلط ہے

خاکسار

سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

احمدیہ ٹورنمنٹ کی اہمیت

اس دفعہ قادیان آنے پر احمدیہ سپورٹس کلب کی تحریک کے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ تو یہ بات معلوم کرکے ازحد مسرت ہوئی۔ کہ یہاں نوجوانوں کی صحت کو عمدہ بنانے کے لئے ایک نظام قائم ہے۔ جس کے ماتحت کچھ عرصہ سے ہر سال ہاکی ٹورنمنٹ ہوتا ہے۔ اور قادیان میں ضلع بھر کی اچھی اچھی ہاکی ٹیمیں تاریخ ہائے مقررہ پر آکر میچ کھیلتی ہیں۔ ضلع امرتسر کی ٹیمیں بھی گاہے گاہے آجاتی ہیں۔ قادیان کی احمدیہ سپورٹس کلب کی ٹیمیں بٹالہ۔ گورداسپور۔ امرتسر۔ لاہور جاکر ہاکی۔ کبڈی اور دوسرے کھیلوں کے مقابلہ میں حصہ لیتی ہیں۔ ہمارے لئے ایک بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ اس کلب کے روح رواں صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب و صاحبزادہ مرزا حمید احمد صاحب ہیں جو حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کے صاحبزادے ہیں۔

اکثر بڑی عمر کے لوگ اور اہم کاموں میں مصروف رہنے والے احباب عام طور پر ورزشی کھیلوں کو اگر نفرت سے نہیں تو بے اعتنائی کی نظر سے ضرور دیکھتے ہیں۔ اور اپنے بچوں کو کھیل کود سے روکتے رہتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کے بچے کمزور رہ جاتے ہیں نہ وہ دنیا کے لئے پوری طرح مفید ہوتے ہیں نہ دین کے لئے کیونکہ کامیابی سے زندگی گذارنے کے لئے

A healthy mind in a healthy body.

(ایک تندرست جسم میں ایک تندرست دماغ) کا ہونا نہایت ضروری ہے اس میں کچھ شک نہیں کہ بعض لوگوں کی مصروفیتیں بڑی عمر میں بہت بڑھ جایا کرتی ہیں اور ان کو ورزش کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا حتیٰ کہ سیر کرنے کے لئے بھی وقت ملنا مشکل ہوتا ہے۔ اس زمانے میں وہی لوگ کامیابی سے کاروبار کے بوجھ کو برداشت کر سکتے ہیں۔ جنہوں نے بچپن میں اچھی جوانی پیدا کرنیکا سامان پیدا کیا ہو۔ اور جوانی کو بڑھاپے میں مضبوط رہنے کے خیال سے گذارا ہو

پھر زمانہ حال میں ورزش جسمانی کی اور بھی سخت ضرورت ہے۔ آج سے پچیس تیس سال پہلے عام طور پر ہمارے ملک میں زیادہ تندرست بچے پیدا ہوا کرتے تھے اس لئے کہ زندگی کی تنگ و دو اس وقت اتنی سخت نہ تھی جتنی کہ اب ہے۔ اور ضروریات زندگی سب لوگوں کو سستے داموں مہیا ہو جایا کرتی تھیں۔ کھانے پینے کو مکھن اور دودھ کافی مل جاتا تھا۔ مگر اب ملک کی غربت کی وجہ سے چند ایک سرمایہ داروں اور بڑے بڑے زمینداروں کے سوا باقی سب لوگ کیا تاجر اور کیا ملازم غربت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اور ان کے بچے قدرتاً اپنے ماں باپ سے بھی زیادہ کمزور پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ کھلی ہوا اور ورزش ایسی چیزیں ہیں جن پر کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر ہم کھانے پینے کی کمی تازہ ہوا خوری اور ورزش سے پورا نہیں کرتے تو جان بوجھ کر اپنے بچوں کو ہلاکت میں ڈالتے ہیں۔

پس اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ ہم اپنے بچوں اور بچیوں کو ورزش جسمانی کی طرف زیادہ متوجہ کریں۔ اگر ہم آج کے بچوں سے امید رکھتے ہیں کہ بڑے ہوکر اعلیٰ سے اعلیٰ دینی اور دنیوی خدمات بجا لائیں۔ تو ہمارا فرض ہونا چاہئیے کہ جہاں ہم اور شعبوں میں اتنا روپیہ اور وقت صرف کرتے ہیں اپنے بچوں کی جسمانی بہتری کے لئے بھی کچھ خرچ کریں۔ تاکہ ہماری قوم کے اندر بہترین جوان پیدا ہوں جو مختلف اوقات میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہوں۔

احمدیہ سپورٹس کلب کے بعض سرکردہ ممبران سے دوران گفتگو میں یہ معلوم کرکے افسوس ہوا۔ کہ ان کے معاون اول تو بہت تھوڑے ہیں اور جو ہیں ان میں سے بھی بہت تھوڑے ہیں۔ جو عملی رنگ میں ان کی امداد کرتے ہیں۔ میری بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ ضرور نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کریں۔ خاکسار۔ مبارک اسمٰعیل

۳۰ر جولائی تک چندہ تحریک جدید کا وعدہ پورا کرنیوالے احباب

سیدہ حضرت ام ناصر احمد صاحب سلمہا اللہ تعالیٰ حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ۱۵۰/-
سیدہ حضرت ام طاہر احمد صاحب سلمہا اللہ تعالیٰ حرم ثانی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۵۳/-
سیدہ امۃ العزیز بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ۲۶/-
مولوی محمد رمضان صاحب انورانخوال ۵/-
چوہدری سلطان بخش صاحب " ۵/-
" کریم بخش صاحب " ۵/-
ملک عبد اللہ صاحب چک آبنہ ۱۰/-
بابو ناظر حسین صاحب کوئٹہ ۵/-
عبد الرحمٰن خان صاحب موکاما گھاٹ پٹنہ ۱۰/-
ملک نواب خان صاحب کوٹ فتح خان ۱۰/-
مرزا برکت علی صاحب لکھنؤ ۵/-
محمد خان صاحب " ۱۰/-
محمد نور خان صاحب " ۵/-
ڈاکٹر اقبال علی صاحب " ۷۵/-
عبد الرحمٰن صاحب رانجھا " ۵/-
میر مشتاق احمد صاحب سب ل الائن لاہور ۲۵/-
ماسٹر محمد ابراہیم صاحب شکانہ صاحب ۱۵/-
حافظ فتح محمد صاحب گنج لاہور ۶/-
بابو خورشید احمد صاحب " ۵/-
خواجہ عبد الرحمٰن صاحب محرر الفضل قادیان ۱۱/-
ماسٹر کرم الدین صاحب گنج لاہور ۵/-
میاں محمد الدین صاحب سفری " ۵/-
بابو مختار احمد صاحب معہ اہلیہ صاحبہ گنج لاہور ۳۶/-
بابو عبد الکریم صاحب گنج لاہور ۱۰/-
اہلیہ صاحبہ مستری محمد عباس صاحب گنج لاہور ۵/-
چوہدری بدر الدین صاحب گنج لاہور ۶/-
اہلیہ صاحبہ بابو خورشید احمد صاحب گنج لاہور ۵/-
اہلیہ صاحبہ مستری عبد الکریم صاحب گنج لاہور ۷/-
بابو حیات محمد صاحب معہ اہلیہ و پسران گنج لاہور ۳۵/-
مستری غلام احمد صاحب معہ اہلیہ گنج لاہور ۱۱/-
عبد الحق صاحب پاک پٹن ۱۰/۸
چوہدری برکت علی صاحب معہ اہلیہ دوالدہ چک بیدی ۱۵/-
بابو شکر الٰہی صاحب سب پوسٹماسٹر سمندری ۳۰/-
اہلیہ صاحبہ بابو شکر الٰہی صاحب سمندری ۵/-
بابو عزیز الدین صاحب بنگہ نانوالہ ۱۵/-
اہلیہ صاحبہ حافظ سید عبد الحمید صاحب مرحوم ۱۰/-
ماسٹر سلطان محمد صاحب چک امرال راولپنڈی ۷/-
فتح محمد صاحب ولد مراد خان صاحب منٹھیانہ ۵/-
بوٹے خان صاحب ولد جلال الدین صاحب منٹھیانہ ۵/-
منشی گلزار محمد صاحب پنشنر بٹالہ ۳۰/-
شیخ فضل الرحمٰن صاحب ملتان ۱۰۰/-
ٹھیکیدار عبد اللہ خان صاحب " ۶۵/-
منشی محمد بخش صاحب " ۳۰/-
" محمد زمان صاحب " ۶/-
مولوی جلال الدین صاحب گنج لاہور ۶/-

بھاگلپور میں ہندو مسلم فساد کس طرح ہوا

کچھ عرصہ ہوا ہندو رتھ یاترہ کے سلسلہ میں جلوس نکالنے کے لئے لائیسنس حاصل کرنا چاہتے تھے۔ مگر راستہ ایسا اختیار کرنا چاہتے تھے۔ جس سے پہلے کبھی انہوں نے جلوس نہیں نکالا تھا۔ اور اس راستہ پر ایک مسجد بھی واقع تھی مسلمان معترض تھے۔ کہ جب اس راستہ سے پہلے کبھی جلوس نہیں نکالا گیا۔ تو اب بھی ان کو اس راستہ سے جلوس نکالنا نہیں چاہئیے جبکہ گورنمنٹ نے موضع مجہول ضلع بھاگلپور میں گائے کی قربانی کو ہندوؤں کے اسی خیال کے ماتحت روک دیا تھا کہ اس جگہ پہلے کبھی قربانی نہیں کی گئی۔ مگر ہندو سبھا اور کانگرسی اسی بات پر زور دے رہے تھے کہ ہمیں ضرور اسی راستہ سے جلوس نکالنے کی اجازت دی جائے۔ آخر حالات کو مخدوش پاتے ہوئے ان کو لائیسنس نہ دیا گیا۔ اس پر اظہار ناراضگی کرتے ہوئے انہوں نے بار بار شہر میں سرخ لباس پہن کر مختلف قسم کے نعرے لگائے۔ مثلاً "ہندوستان کس کا" "ہندوؤں کا" قید ہونے کے لئے" "تیار رہیں"۔ "مرنے کے لئے" "تیار رہیں" "ہندو دھرم کی جے" ایسے ہنگاموں کے علاوہ تمام شہر میں گھوم کر ہڑتال کرو۔ ہڑتال کرو کے نعرے لگائے گئے۔ اور باقاعدہ ہڑتال کی گئی۔ جب ان باتوں کا بھی کوئی اثر نہ ہوا تو چیف منسٹر کے پاس اجازت کے حصول کے لئے ہندوؤں کے وفود گئے۔ مگر سنا جاتا ہے کہ وہاں سے بھی ان کو اجازت نہ ملی۔ چونکہ مقامی ہندو اردگرد دیہات میں یہ پراپیگنڈا کر چکے تھے۔ کہ حکومت گاندھی کی ہے۔ اور لوگوں کو جنگ وغیرہ کے لئے تیار بھی کیا گیا تھا۔

اور یہ کہا جاتا تھا۔ کہ ہمارے سامنے مسلمانوں کی ہستی ہی کیا ہے۔ آخر جب اجازت نہ ملی۔ تو دیہات کے لوگ کچھ پریشان سے ہونے لگے کہ ہمیں تو کہا جاتا تھا کہ حکومت ہندوؤں کی ہے اور آفیسرز بھی ہندو ہیں۔ پھر ہمارا جلوس کیوں روکا جاتا ہے۔ کلکٹر صاحب نے لائیسنس تو دیدیا۔ مگر متنازعہ فیہ راستہ سے گذرنے کی ممانعت کر دی۔ جلوس نہایت برانگیختہ کرنے والے نعرے لگاتا ہوا اور شور شرابا کرتا ہوا مجوزہ راستہ سے چلا گیا۔ پولیس پہرہ پر متعین تھی۔ کوئی خاص ہنگامہ یا کوئی شرارت وغیرہ نہ ہوئی۔ مگر واپسی پر کثیر تعداد ہندو اسی ممنوعہ راستہ سے گذرے اور مسجد کے پاس پہنچکر نعرے لگانے شروع کر دئے۔ پولیس یہ سمجھکر کہ جلوس کا کام ختم ہو گیا ہے واپس ہو گئی۔ جب ہندوؤں نے ممنوعہ راستہ پر پہنچکر ناز یبا نعرے لگانے شروع کئے۔ تو وہ محلہ چونکہ مسلمانوں کا ہے ان کو جوش آگیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ پولیس فوراً موقع پر پہنچ گئی۔ اور فریقین کو روک دیا مگر اس کی خبر فوراً تمام شہر میں پھیل گئی۔ اور کئی محلوں میں ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ جس کی وجہ سے تمام شہر پر ایک سکتہ کا عالم طاری ہو گیا اور تمام شریف مرد اور عورتیں اپنے گھروں میں گھس کر آنیوالے مصائب کا انتظار کرنے لگے۔ تمام محلوں میں پولیس معین کر دی گئی۔ اور فساد روک دیا گیا۔ پولیس عام طور پر ہندو تھی اور افسر بھی ہندو اس لئے مسلمانوں کو بری طرح تکلیفیں دی گئیں اور گرفتار کر لیا گیا۔ ان ہنگاموں میں پانچ قتل ہوئے۔ اور بیسیوں

زخمی۔ اکادکا حملہ جاری رہا۔ جو عام طور پر مسلمانوں پر ہی کیا جاتا تھا اور وہ بھی کمزوروں بوڑھوں اور بعض راہ گذر عورتوں پر جس محلہ میں پولیس کی روایت کے مطابق کسی ہندو کی لاش ملی۔ اس محلہ کے پچیس تیس مسلمانوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ مگر جس محلہ میں مسلمانوں کو قتل کیا گیا۔ اس محلہ سے ایک ہندو کی بھی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ بلکہ دوسرے محلہ میں سے بھی بعض معززین کی گرفتاری عمل میں لاتے ہوئے ایک نوٹس جاری کیا گیا۔ کہ چونکہ مسلمانوں نے ایک ہندو کو مارا ہے۔ اس لئے ہم فلاں فلاں مسلمان کو گرفتار کر چکے ہیں۔ ان کے علاوہ اوروں کو بھی گرفتار کر کے پوری پوری سزا دینگے۔ اس لئے لوگوں کو چاہئیے کہ کسی قسم کا دنگا فساد نہ کریں۔ وغیرہ (ان مسلمانوں کا نام جلی حروف سے لکھا گیا تھا۔) فساد کی تحقیق کے لئے کانگرس کے بعض نمائندے بھی اس جگہ پہنچے۔ مگر افسوس ان کی آمد نے خوف و ہراس کو کم کرنے کی بجائے بہت حد تک زیادہ

کر دیا۔ ایک طرف تو پہلے ہی عام ہندوؤں کے ذہن میں مسلمانوں کے خلاف کانگرسیوں کی طرف سے یہ جذبہ بٹھایا گیا تھا دوسرے پولیس مسلمانوں کے ساتھ متشددانہ عمل اور حکام کی یک طرفہ کارروائی اور مسلمانوں کی گرفتاری اور ان کے خلاف جلی حروف کے نوٹسوں نے ہندوؤں کو اس قدر جرأت دلا دی کہ ایک نہایت سنسنی خیز اور روح فرسا حادثہ ہو گیا وہ یہ کہ ایک بڑے ہندو کے ایک ہندو ملازم نے اپنے مالک کا پستول لے کر چار مسلمانوں پر فائر کئے۔ جن میں سے ایک خالی گیا۔ ایک کے نتیجہ میں فوراً ایک آدمی مر گیا۔ باقی دو کو نازک حالت میں ہسپتال پہنچایا گیا۔ سنا گیا ہے ان میں سے بھی ایک مر گیا ہے۔ اس لئے مسلمانوں میں بہت خوف و ہراس پیدا ہو گیا ہے۔ بازار سکول وغیرہ بند ہو گئے ہیں۔ پولیس اور آفیسرز شہر میں گشت لگا رہے ہیں۔ نامہ نگار

درثمین عکسی

مولوی ابوالفضل محمود صاحب قادیانی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

واردھا ۱۸ اگست۔ گاندھی جی کے سیکرٹری مسٹر مہادیو ڈیسائی نے اخبارات کو بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ شیو گاؤں (گاندھی جی کی قیام گاہ) میں ہیضہ پھیل جانے اور تین سرکردہ کارکنوں کی موت نے گاندھی جی کی صحت پر برا اثر ڈالا ہے۔ اور ان کے خون کا دباؤ بڑھ گیا ہے۔ اس کوفت کو دور کرنے کے لئے انہوں نے غیر معین عرصہ کے لئے اپنی زبان بند کر لی ہے۔

لاہور ۱۸ اگست۔ پنجاب گورنمنٹ نے روزانہ گورمکھی اخبار "اکالی پتریکا" اور اس کے پریس کی پانچ پانچ سو کی ضمانتیں ضبط کر لی ہیں۔ کیونکہ کسان ستیہ گرہ تحریک کے دوران میں اس نے بعض قابل اعتراض مضامین شائع کئے تھے۔

بنوں ۱۸ اگست۔ چند روز ہوئے قبائلی ایک سہ سالہ ہندو بچہ کو اٹھا کر لے گئے تھے جو تبی زیروں کے علاقہ میں ہے۔ ڈپٹی کمشنر نے ان کو حکم دیا ہے کہ اگر تین روز کے اندر یہ لڑکا واپس نہ کیا گیا۔ تو اس تمام علاقہ پر بم باری کی جائیگی۔

برلن ۱۸ اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ قیصر نے رائن لینڈ کے مالکس وردوسٹن کو لکھا ہے کہ وہ دن بہت جلد آنے والا ہے۔ جب جرمنی کی مسیحی شان کو برقرار رکھنے کے لئے شاہی خاندان ہر ممکن قربانی کرے گا۔ اس سے انتہا پسند نازیوں کے قیصر کے خلاف جذبات بہت مشتعل ہو گئے ہیں۔ اور وہ ان کو اپنے لئے ایک چیلنج تصور کرنے اور حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں۔ کہ شاہی خاندان کی تمام جائداد ضبط کر لی جائے

برلن ۱۸ اگست۔ ایک ماہر تعلیم ڈاکٹر ہارٹ شور کے فراہم کردہ اعداد و شمار بتلاتے ہیں۔ کہ ۱۹۳۲ء میں جرمنی کی مختلف یونیورسٹیوں میں ۱۱۶۱۵۴ طلباء تعلیم حاصل کرتے تھے۔ مگر اب ان کی تعداد ۶۷۰۵۲ رہ گئی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا رہا ہے کہ نازی ازم تعلیم کے لئے سخت مضر ہے۔

پیرس ۱۸ اگست حکومت فرانس نے تمام کارخانوں کو حکم دیا تھا۔ کہ اس کے لئے اسلحہ تیار کریں اور کسی غیر ملکی حکومت کو اسلحہ بہم نہ پہنچائیں۔ ایک کارخانہ نے حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ جسے حکومت نے ضبط کر لیا ہے۔ اور کہا ہے کہ ملکی ضروریات کو پورا کرنے سے انکار بہت بڑا جرم ہے۔

لنڈن ۱۸ اگست۔ جنگ عظیم میں برطانیہ نے امریکہ سے جو قرضہ لیا تھا۔ وہ ابھی تک ادا نہیں ہوا۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت امریکہ نے برطانیہ کو لکھا ہے کہ وہ جزیرہ نیو فونڈ لینڈ اس قرضہ میں اس کے حوالے کر دے۔ یہ جزیرہ امریکہ کے نزدیک واقع ہے۔

لاہور ۱۸ اگست محکمہ اطلاعات نے اعلان کیا ہے کہ ضلع گورداسپور میں بندوبست فوراً ہی رائج نہیں ہوگا بلکہ گورداسپور اور بٹالہ کی تحصیلوں کی تشخیص ۱۹۴۰ء میں اور پٹھانکوٹ و شکرگڑھ کی ۱۹۴۱ء میں ختم ہوگی۔

شملہ ۱۸ اگست۔ مرکزی اسمبلی کی کانگرس پارٹی کے لیڈر مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی نے آج وائسرائے سے ملاقات کی۔ تفاصیل کا علم نہیں ہو سکا۔

واردھا گنج ۱۸ اگست۔ ناگپور کے طلباء نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ ۲۱ اگست کو شیو گاؤں جا کر ڈاکٹر کھارے کے متعلق کانگرس کی مجلس عاملہ کے فیصلہ کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کرینگے اور گاندھی جی سے بھی ملاقات کریں گے

لنڈن ۱۸ اگست۔ وزیر اعظم برطانیہ اور وزیر خارجہ میں اختلافات کی جو خبر بعض اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ سرکاری طور پر اس کی تردید ہو گئی ہے

قاہرہ ۱۸ اگست۔ کل رات مصری فوج کے ایک دستہ نے اچانک شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اور اردگرد طیارہ شکن توپیں نصب کر دیں۔ دس بجے کے قریب اسی طیاروں نے قاہرہ کی مشرقی سمت سے شہر پر حملہ کر دیا۔ جن پر توپوں نے گولہ باری کی۔ شہر میں بھاگڑ مچ گئی۔ ایک گھنٹہ زبردست جنگ ہوتی۔ اور بعد میں اعلان کر دیا گیا۔ کہ مصری فوجوں کی مشقی جنگ کامیاب رہی ہے۔

ٹوکیو ۱۸ اگست۔ سوویٹ روس اور جاپان کے مابین جو عارضی صلح ہوئی تھی۔ اس پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے دونوں حکومتوں نے اعلان کیا ہے کہ ان کے افسر سفارتی طور پر ایک دوسرے سے ملتے رہیں گے۔ سرحد پر جاپان نے ہوائی حملے سے بچنے کے لئے جو وسیع انتظامات کر رکھے تھے۔ ان میں کمی کر دی گئی ہے۔

رنگون ۱۸ اگست۔ ایک ہندوستانی مسلمان تاجر چوب کے لکڑی کے ۳۲ گودام جل کر راکھ ہو گئے۔ آتشزدگی کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ ایک لاکھ کا نقصان ہوا ہے

برلن ۱۸ اگست۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ جرمنی میں مصنوعی جنگوں کا سلسلہ ستمبر تک جاری رہیگا

بیت المقدس ۱۸ اگست نابلس کے قریب عربوں نے ڈاک کے تھیلے چھین لئے۔ جن میں دو ہزار پونڈ کے نوٹ بھی تھے۔ اور ایک دیہاتی تھانہ پر حملہ کر کے بہت سی رائفلوں کے علاوہ ایک یہودی انسپکٹر پولیس کو اس کی بیوی اور تین بچوں سمیت اٹھا کر لے گئے۔ طولکرم۔ نابلس اور جنین میں برطانی افواج کے عربوں سے خوفناک تصادم ہوئے۔ جن میں برطانی افواج کا بھاری نقصان ہوا۔ اسی عرب ہلاک ۱۰۰ زخمی اور ۱۶۰۰ گرفتار کر لئے گئے گرفتار شدگان میں شرق اردن اور شام کے عربوں کی کافی تعداد ہے۔

شنگھائی ۱۸ اگست۔ دریائے ینگسی کے تباہ کن سیلاب میں کمی کے ساتھ ہی ہیضہ اور ملیریا شروع ہو گیا ہے۔ اس وجہ سے ہنکاؤ کی طرف جاپانی افواج کی پیش قدمی رک گئی ہے۔ یہ وبائیں جاپانی افواج میں بھی وسیع پیمانہ پر پھیل گئی ہیں۔

لنڈن ۱۸ اگست۔ ایچ۔ جی ویلز کی کتاب "شارٹ ہسٹری آف دی ورلڈ" کے خلاف آج اسلامیان لنڈن نے انڈیا آفس کے سامنے زبردست مظاہرہ کیا۔ اور نعرے لگائے۔ سر فیروز خان نون نے مظاہرین کے چھ لیڈروں سے ملاقات کی۔ اور وعدہ کیا۔ کہ وہ وزیر اعظم برطانیہ پر زور دیں گے۔ کہ ایسی بے ہودہ کتاب کو ضبط کیا جائے۔ یا اس کے قابل اعتراض حصے حذف کر دیئے جائیں۔

دمشق ۱۸ اگست۔ ڈاکٹر عبدالرحمٰن شاہ صدر لبرل پارٹی کی آمد پر نیشنلسٹ گورنمنٹ پارٹی نے سیاہ جھنڈیوں کا مظاہرہ کیا۔ لبرل پارٹی نے ان پر حملہ کر دیا۔ پستول چلنے لگے۔ ۱۱۵ آدمی مجروح ہوئے۔ پولیس نے ۳۰ اشخاص کو گرفتار کر لیا۔ اور ڈاکٹر عبدالرحمٰن شاہ کو ریل سے اترنے کی ممانعت کر دی۔ اور واپس بیروت بھیج دیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کو بغاوت کے الزام میں فرانسیسی حکومت نے سزائے موت کا حکم دیا تھا۔ لیکن وہ پولیس کی حراست سے بھاگ کر مصر چلے گئے تھے۔ اور جمیل مردم بک کی حکومت نے جلاوطنوں کے لئے عفو عام کا اعلان کیا۔ تو انہیں بھی وطن آنے کی اجازت دی گئی تھی۔

ہردوئی ۱۸ اگست۔ ایک کسان کو بے دخل کرنے کی وجہ سے ایک گاؤں کے زمینداروں اور کسانوں میں سخت تصادم ہو گیا۔ دوسرے آلات کے علاوہ بندوقیں بھی استعمال کی گئیں۔ پانچ آدمی ہلاک اور تین زخمی ہوئے۔

لنڈن ۱۸ اگست۔ ہسپانیہ کے غیر ملکی رضاکاروں کی واپسی کے متعلق عدم مداخلت کمیٹی کی تجاویز کا جواب فرانکو گورنمنٹ نے برطانوی ایجنٹ مقیم برگوس کے حوالے کر دیا ہے۔ تفاصیل کا ابھی علم نہیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی